BACKGROUNDERS
Press Information Bureau
Government of India

سال 2001 میں کچھ، گجرات کا زلزلہ

بحران کے دوران قائدانہ کردار، زندگیوں کی بحالی اور آفات سے نمٹنے کی صلاحیت سازی

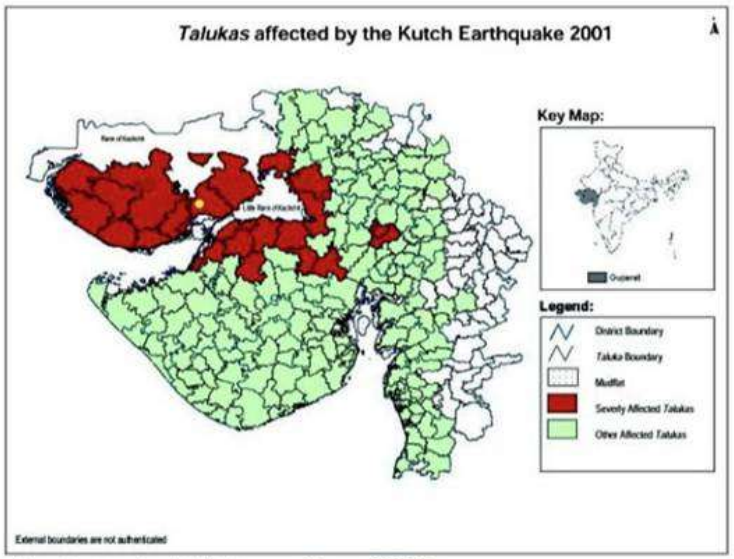
گجرات میں کسی نے بھی اس صورتِ حال سے نمٹنے کی پیشگی مشق نہیں کی تھی، اس کے باوجود قیادت نے بروقت ذمہ داری سنبھالی۔ مواصلاتی نظام درہم برہم ہونے کے باوجود مقامی افسران نے موقع پر ہی بروقت فیصلے کیے۔ مرکزی حکومت نے اسی روز 500 کروڑ روپے جاری کیے۔ دو ہفتوں کے اندر وزیر اعلیٰ کی صدارت میں ایک نئی اتھارٹی کا قیام عمل میں آیا، جس نے باز آبادکاری کے اقدامات کی ذمہ داری سنبھال لی۔ گاؤں کے لوگوں نے فیصلہ سازی میں اپنا کردار ادا کیا اور خاندانوں نے اپنے گھروں کی دوبارہ تعمیر کی قیادت خود اپنے کاندھوں پر لی۔ ضلع ججوں نے محتسب کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے شکایات کی غیر جانب دارانہ سماعت کو یقینی بنایا۔ اکتوبر 2001 میں وزیر اعلیٰ نے باز آبادکاری کی رفتار مزید تیز کر دی۔ گیارہ سینئر سکریٹریوں نے ہفتہ واری تعطیلات شدید متاثرہ تعلقوں میں گزاریں اور ہر پیر کے روز وزیر اعلیٰ کو پیش رفت سے آگاہ کیا۔ ان کا مقصد زلزلے کی پہلی برسی تک زمینی سطح پر نمایاں پیش رفت درج کرنا تھا۔ 2004 تک تقریباً 1.87 لاکھ مکانات دوبارہ تعمیر کیے جا چکے تھے۔ کچھ کے لوگوں نے ثابت کر دیا کہ انکاری، فوری اقدامات اور باہمی اعتماد کے ذریعے کسی بھی پورے خطے کو دوبارہ آباد کیا جا سکتا ہے۔

وہ صبح جس سے گجرات کی تقدیر بدل گئی

گجرات میں 26 جنوری 2001 کی صبح 8 بج کر 46 منٹ پر 6.9 شدت کا زلزلہ آیا، جس کا مرکز کچھ علاقے میں تھا۔ اس زلزلے نے قیادت، طرزِ حکمرانی اور ادارہ جاتی استقامت کی ایسی آزمائش پیش کی جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ اس سے 181 تعلقوں کے تقریباً 7,633 گاؤں متاثر ہوئے تھے۔ تعلقہ کسی ضلع کی انتظامی ذیلی اکائی کو کہا جاتا ہے۔ ان تمام علاقوں میں تقریباً ایک کروڑ افراد متاثر ہوئے اور 13,805 لوگوں کی جانیں گئیں، جن میں سے 12,221 افراد کا تعلق کچھ سے تھا۔ تقریباً 1.67 لاکھ افراد زخمی ہوئے اور پورے خطے میں انسانی مصائب کی شدت بے حد سنگین تھی۔

دو لاکھ سے زیادہ مکانات مکمل طور پر تباہ ہو گئے تھے، جب کہ تقریباً 9 لاکھ مکانات کو جزوی نقصان پہنچا، جس کے نتیجے میں بے شمار خاندان بے گھر ہو گئے۔ روزگار کے ذرائع بھی بری طرح متاثر ہوئے اور 10 ہزار سے زیادہ چھوٹی اور درمیانی درجے کی صنعتی اکائیوں میں پیداوار کا کام ٹھپ ہو گیا۔ تقریباً 50 ہزار دست کاروں کا روزگار بھی چھن گیا، جس سے اس دن کے انسانی المیے کے ساتھ معاشی بحران بھی جڑ گیا۔ گجرات میں سمندری طوفانوں اور سیلاب سے نمٹنے کے لیے ہنگامی منصوبے تو موجود تھے، لیکن زلزلے سے نمٹنے کے لیے کوئی مخصوص منصوبہ نہیں تھا۔

تاہم، اس سانحے سے ایسی فیصلہ کن قیادت کا بھی تقاضا ہوا جس میں فوری فیصلے، مربوط اقدام اور ایسا واضح تصور شامل ہو جو محض فوری امداد تک محدود نہ رہے، بلکہ زیادہ محفوظ اور آفات کا مقابلہ کرنے کی بہتر صلاحیت رکھنے والے گجرات کی از سرِ نو تعمیر پر مرکوز ہو۔



This map is not to scale and is indicative Source: GSDMA

Source: National Institute of Disaster Management

ابتدائی چند گھنٹے: صورت حال پوری طرح واضح ہونے سے پہلے ہی اقدامات کی شروعات

مورخہ 26 جنوری کو راحت رسانی کے ڈائریکٹر گاندھی نگر میں واقع ریاستی کنٹرول روم پہنچے اور انہوں نے امدادی کارروائیوں کے درمیان تال میل قائم کرنے کا کام شروع کر دیا۔ جلد ہی مواصلات کا نظام بڑا چیلنج بن گیا، کیونکہ دارالحکومت کے علاقے میں ایک گھنٹے کے اندر ہی لینڈ لائن اور موبائل فون نیٹ ورک ناکارہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد کے چند گھنٹوں کے دوران سیٹلائٹ فون اور پولیس کا وائرلیس نظام ہی رابطے کے بنیادی ذرائع بنے رہے۔

جھج میں سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ایس ایس پی) نے تلاش اور بچاؤ کی کارروائیوں کی کمان سنبھالی، جب کہ کلکٹر نے امدادی سرگرمیوں اور ضروری سامان کی فراہمی کی ذمہ داری سنبھالی۔ تقریباً دو گھنٹے کے اندر کھلی جگہ پر ایک طبّی امدادی کیمپ قائم کیا گیا، جہاں زخمیوں کو طبّی سہولیات فراہم کی گئیں۔ فوجی بریگیڈیئر سے درخواست کیے جانے کے بعد فوج کی ایک پلاٹون تعینات کی گئی اور **پولیس اہلکاروں کے اہلِ خانہ نے ساتھ مل کر اجتماعی باورچی خانہ** شروع کیا۔ حکومتِ ہند نے بھی اسی روز کارروائی کرتے ہوئے وزیرِ اعظم کی صدارت میں **آفات کی قومی انتظامی کمیٹی** کا اجلاس طلب کیا۔

فوری امداد رسانی کے لیے **500 کروڑ روپے کی منظوری دی گئی**، جس سے ضروری کام بلا تاخیر شروع کرنے میں مدد ملی۔ مسلح افواج اور نیم فوجی دستے بھی امدادی کارروائیوں میں شامل ہو گئے اور امدادی سامان ہوائی جہازوں کے ذریعے متاثرہ علاقے تک پہنچایا گیا۔



A collapsed building at Bhuj

Source - National Institute of Disaster Management

مشن کی خاطر ادارے کا قیام: اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کا قیام

راحت رسانی کے اقدامات کا پہلا مرحلہ آگے بڑھنے کے ساتھ ہی توجہ بازآبادکاری اور از سرِ نو تعمیر کے وسیع تر کاموں پر مرکوز ہو گئی۔ 8 فروری 2001 کو حکومتِ گجرات نے **گجرات اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (جی ایس ڈی ایم اے)** کا قیام عمل میں لایا۔

اس ادارے کا قیام ایک حکومتی قرارداد کے ذریعے عمل میں لایا گیا، جسے تعمیرِ نو کے کاموں کی نگرانی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ یہ طریقۂ کار بالکل نیا نہیں تھا، بلکہ اس کے لیے اڈیشہ اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے نمونے سے رہنمائی حاصل کی گئی تھی۔ اس ادارے کا قیام ریاستی حکومت نے 1999 کے تباہ کن سمندری طوفان کے بعد بازآبادکاری کے کاموں کی قیادت کے لیے کیا تھا۔ حکومتِ ہند نے گجرات کو بھی اسی طرز کا اپنا ایک ادارہ قائم کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

ابتدا میں **جی ایس ڈی ایم اے** سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹی تھی، بعد ازاں اسے قانونی طور پر قائم ہونے والے ایک بااختیار ادارے کا درجہ دیا گیا۔ یہ تبدیلی گجرات اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایکٹ-2003 کے ذریعے عمل میں آئی، جس نے اس ادارے کو ایک مضبوط قانونی بنیاد فراہم کی۔

گورننگ باڈی نے پالیسی اور رہنما ہدایات وضع کیے۔ اس میں وزیر اعلیٰ بطور چیئرمین، سینئر وزرا اور اعلیٰ افسران شامل تھے۔ 10 فروری 2001 کو گورننگ باڈی نے ابتدائی خاکہ منظور کیا، جس میں **اہم فیصلوں میں عوامی شمولیت، یعنی گاؤں کے لوگوں کی شرکت** کو یقینی بنایا گیا تھا۔

گاؤں کی کمیٹی اور گرام سبھا کو بری طرح تباہ ہونے والے گاؤں کی منتقلی سے متعلق فیصلوں میں حصہ لینا تھا۔ قومی سطح پر حکومتِ ہند نے 13 فروری 2001 کو آفات کے نظم سے متعلق ایک قومی کمیٹی تشکیل دی۔ یہ قدم زلزلے کے بعد کے دنوں میں وزیر اعظم کی جانب سے طلب کردہ کل جماعتی اجلاس کے بعد اٹھایا گیا۔

نقصانات کا تخمینہ: بازآبادکاری کے لیے مالی وسائل کی فراہمی

بڑے پیمانے پر کسی پورے خطے کی دوبارہ تعمیر کے لیے کثیر مقدار میں مالی وسائل درکار تھے اور اس سلسلے میں پہلا قدم نقصانات کا تخمینہ لگانا تھا۔ **عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے مشترکہ جائزے کے مطابق زلزلے سے ہونے والے نقصانات کا تخمینہ 9,909 کروڑ روپے لگایا گیا۔**

ان دونوں اداروں نے تعمیرِ نو کے اخراجات کا تخمینہ تقریباً 10,575 کروڑ روپے لگایا تھا۔ یہ دونوں بین الاقوامی مالیاتی ادارے ہیں جو قرض فراہم کرتے ہیں۔ ریاستی حکومت نے بعد میں اپنے طور پر اخراجات کا تخمینہ تقریباً 8,496 کروڑ روپے لگایا، جو مشترکہ تخمینے سے کم تھا۔ ابتدا میں دونوں اداروں نے بالترتیب ایک ارب امریکی ڈالر (100 کروڑ روپے) اور 50 کروڑ امریکی ڈالر (50 کروڑ روپے) کے قرض منظور کیے تھے۔ جائزے کے بعد قرض کی

ان منظور شدہ رقوم پر نظر ثانی کی گئی اور انہیں بالترتیب 70 کروڑ 30 لاکھ امریکی ڈالر (70.3 کروڑ روپے) اور 35 کروڑ امریکی ڈالر (35 کروڑ روپے) کر دیا گیا۔

ریاستی حکومت نے مجموعی اخراجات کا تقریباً 30 فیصد، یعنی لگ بھگ 2,603 کروڑ روپے، اپنے وسائل سے فراہم کئے۔

خود مالکان کی قیادت میں تعمیرِ نو: خاندانوں پر توجہ

مالی وسائل کے نظم کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے رہائشی مکانات کی تعمیرِ نو کی جانب توجہ دی اور 23 فروری 2001 کو مکانات کی تعمیر کے لیے امداد کے چار پیکیجوں کا اعلان کیا۔ امداد کی مقدار کا تعین مکانات کو پہنچنے والے نقصان کی شدت، زلزلے کے خطرے اور بستیوں کی نوعیت کے لحاظ سے کیا گیا۔

اس کے بعد 24 اپریل 2001 کو کچھ علاقہ کے سب سے زیادہ متاثرہ چار شہروں، جھج، بھچاؤ، انجار اور راپار کے لیے پانچویں پیکیج کا اعلان کیا گیا۔ تعمیرِ نو کی پالیسی میں مکان مالکان کی قیادت میں تعمیرِ نو کا طریقۂ کار اختیار کیا گیا، جس کے تحت ٹھیکے داروں کے بجائے خاندانوں نے اپنے مکانات خود تعمیر کیے۔

حکومت نے مکانات کی دوبارہ تعمیر میں مدد کے لیے خاندانوں کو مالی امداد، تکنیکی رہنمائی اور محفوظ تعمیراتی نقشے فراہم کیے۔ غیر سرکاری تنظیموں اور نجی شراکت داروں نے بھی اس کام میں اپنا کردار ادا کیا اور سرکاری و نجی شراکت داری کے پروگرام کے تحت گود لیے گئے گاؤں میں مکانات تعمیر کیے۔

اس پروگرام کے تحت دونوں فریقوں نے مالی وسائل فراہم کیے اور تعمیراتی کام میں پیش رفت کے ساتھ مختلف مرحلوں میں رقم جاری کی گئی۔ سرکاری دستاویزات میں اس پورے پروگرام کو "تعمیرِ نو پلس" کا نام دیا گیا، جسے "پہلے سے بہتر تعمیرِ نو" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

عملی سطح پر یقینی نفاذ: نفاذ کے عمل میں قیادت

نقصانات کا جائزہ

سب سے پہلا قدم نقصانات کا جائزہ لینا تھا، جس کے لیے جی 1 سے جی 5 تک کا پیمانہ مقرر کیا گیا۔ اس پیمانے کے تحت جی 1 سے مراد معمولی نقصان تھا، جب کہ جی 5 سے مراد مکمل تباہی یا اس قدر نقصان تھا جس کی مرمت ممکن نہ ہو۔ اس مقصد سے 2,051 ٹیموں کے ذریعے سروے کیا گیا، جن میں مجموعی طور پر 4,592 افراد شامل تھے۔ ان میں 1,794 ریونیو افسران بھی تھے۔ سروے کی ہر ٹیم میں تین ارکان شامل تھے اور اس پورے عمل میں

مقامی لوگوں کو بھی شریک کیا گیا۔ خاندانوں کو دوبارہ سروے کی درخواست دینے کا حق حاصل تھا اور اس مقصد سے درخواستیں جمع کرانے کی مدت میں بھی توسیع کی گئی۔

شکایات کا ازالہ

شکایات کے ازالے کے لیے گاؤں کی کمیٹیوں، ضلعی کمیٹیوں اور ہر ضلع میں محتسب مقرر کیے گئے ضلع جج نے ذمہ داری سنبھالی۔ محتسب اعلیٰ ایسا عہدیدار ہوتا ہے جو انتظامیہ کے خلاف عوام کی شکایات کی جانچ کرتا ہے۔ محتسب کو عوام سے براہِ راست شکایات موصول ہوتی تھیں اور وہ انتظامیہ کو ان پر کارروائی کرنے کی ہدایت دیتے تھے۔ اکتوبر 2003 تک محتسب کو 47,156 عرضیاں موصول ہوئی تھیں، جن میں سے تقریباً 99 فیصد پر کارروائی مکمل کی جا چکی ہے۔

انتظامی ڈھانچہ

ریاست، ضلع، تعلقہ اور گاؤں کی سطح پر چار سطحوں پر مشتمل انتظامی ڈھانچہ قائم کیا گیا، جب کہ سب سے زیادہ متاثرہ تعلقوں میں ایڈیشنل کلکٹر کو تعینات کیا گیا۔ ہر گاؤں میں **گرام نور چنا سمیتی** کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جو اپنے گاؤں میں تعمیرِ نو کے کاموں کی نگرانی کرتی تھی۔ اس کمیٹی میں سرپنچ (گاؤں کا منتخب سربراہ)، ایک خاتون رکن، پسماندہ ذاتوں اور اقلیتی برادریوں کے نمائندے شامل تھے۔ اس کے علاوہ پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور ایک غیر سرکاری تنظیم کے نمائندے کو بھی کمیٹی میں شامل کیا گیا تھا۔

سرکاری محکمے مختلف کام انجام دیتے تھے، جب کہ چیف ایگزیکٹو آفیسر ڈاکٹر پی کے مشرا کی قیادت میں اتھارٹی ان اقدامات کے درمیان تال میل قائم کرنے اور ان کی نگرانی کی ذمہ داری ادا کرتی تھی۔ ضلع کلکٹر نے جوائنٹ چیف ایگزیکٹو آفیسر کے طور پر کام کیا اور کاموں کی منظوری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے ایک عملی رہنما کتابچہ بھی تیار کیا گیا۔

امدادی سہولیات اور معیار کو یقینی بنانے کے انتظامات

مستحق افراد کو امدادی رقم قسطوں میں ادا کی جاتی تھی، جب کہ ہر مرحلے پر تعمیراتی کام کی پیش رفت کی تصدیق ایک انجینئر کے ذریعہ کی جاتی تھی۔


Source - National Institute of Disaster Management

مجموعی طور پر 1,082 تعمیراتی سامان کے مراکز کے ذریعے سیمنٹ اور دیگر ضروری تعمیراتی سامان فراہم کیا گیا، جب کہ تقریباً 30,000 راج مستریوں اور 6,200 انجینئروں کو تربیت دی گئی۔

تقریباً 2.6 لاکھ مکانات کا آزادانہ طور پر معائنہ کیا گیا اور دوبارہ تعمیر شدہ مکانات کا رجسٹریشن مشترکہ طور پر شوہر اور بیوی دونوں کے نام پر کیا گیا۔ نئی تعمیرات میں زلزلے اور سمندری طوفانوں سے محفوظ رہنے کی خصوصی تکنیکوں کو شامل کیا گیا۔

پیش رفت کا جائزہ اور نئی رفتار کے ساتھ بازآبادکاری کے اقدامات کا آغاز

اکتوبر 2001 تک تعمیرِ نو کے کاموں کی پیش رفت کا جائزہ لینے سے کئی کامیابیاں سامنے آئیں، تاہم بعض مسائل ایسے بھی تھے جن پر مزید توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ متعدد خاندان اب بھی خیموں میں رہنے پر مجبور تھے، جب کہ کچھ سرکاری دفاتر اور اسکول عارضی عمارتوں میں ہی چل رہے تھے۔

شہری علاقوں میں تعمیرِ نو کا کام دیہی علاقوں کے مقابلے میں سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا، کیونکہ اس کے لیے زمین کے پلاٹ کا سروے، سڑکوں کو چوڑا کرنا اور زمین کی دوبارہ تقسیم جیسے اقدامات درکار تھے۔ زلزلے کے بعد تعمیر شدہ بعض نئے گاؤں میں پانی کی قلت اور جگہ سے متعلق دشواریوں کی شکایات بھی موصول ہوئیں۔

ملبہ ہٹانے کے معاملے میں بھی کارروائی کی گئی اور 276 سرکاری ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی شروع کی گئی۔ اسی معاملے میں مقامی بلدیاتی اداروں سے وابستہ 738 افراد کے خلاف مقدمات بھی درج کیے گئے۔

جناب نریندر مودی نے اکتوبر 2001 میں وزیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالا، جس کے بعد تعمیرِ نو کے کاموں کی پیش رفت کا از سرِ نو جائزہ لیا گیا۔ اس جائزے کے بعد گیارہ سینئر سکریٹریوں کو خصوصی توجہ دینے کے لیے سب سے زیادہ متاثرہ حلقوں کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ہر سکریٹری نے جنوری 2002 کے آخر تک ہر ہفتے کے اختتام پر تین دن اپنے مختص کردہ علاقے کا دورہ کیا۔

اس دوران ہر پیر کے روز وزیر اعلیٰ کی صدارت میں جائزہ اجلاس منعقد کیا جاتا تھا۔ اس کا مقصد 26 جنوری 2002 کو زلزلے کی پہلی برسی تک تعمیرِ نو کے کاموں میں نمایاں پیش رفت دکھانا تھا۔ زمینی دوروں اور سکریٹریوں کی تجاویز کی بنیاد پر پالیسی اور عملی امور سے متعلق متعدد مسائل حل کیے گئے۔

ان اقدامات کے نتیجے میں آنے والے مہینوں کے دوران تعمیرِ نو اور بازآبادکاری کے اقدامات کی رفتار میں تیزی آئی۔

مکانات، شہر اور روزگار کے ذرائع: 2004 تک کی پیش رفت

مکانات

مرمت کا بیشتر کام پہلے ہی سال میں مکمل کر لیا گیا، جب کہ اس کے بعد کے برسوں میں تعمیرِ نو کا سلسلہ بتدریج آگے بڑھتا رہا۔ جنوری 2002 تک تقریباً 7.7 لاکھ مکانات کی مرمت کی جا چکی تھی اور تقریباً 60 ہزار مکانات دوبارہ تعمیر کیے جا چکے تھے۔

دوبارہ تعمیر شدہ مکانات کی تعداد جنوری 2003 تک بڑھ کر تقریباً 1.43 لاکھ اور جنوری 2004 تک تقریباً 1.87 لاکھ ہو گئی۔ اس سلسلے میں تقریباً 2.15 لاکھ مکانات کی تعمیرِ نو کا ہدف مقرر کیا گیا تھا، اس طرح جنوری 2004 تک یہ تعداد مقررہ ہدف کا 87 فیصد تھی۔

تعلیم اور صحت

جنوری 2004 تک مرمت کے لیے نشان زد کردہ تمام 42,678 ابتدائی اسکول کے کمروں کی مرمت مکمل کر لی گئی تھی۔ تباہ ہونے والے 8,212 اسکول کے کمروں میں سے 7,469 کی تعمیرِ نو بھی اس وقت تک مکمل ہو چکی تھی، جو مجموعی تعداد کا 91 فیصد ہے۔

وزیر اعظم کے قومی راحت رسانی فنڈ کی مدد سے جھج کے ضلع شہری اسپتال کی تعمیرِ نو کی گئی۔ اس پر تقریباً 114 کروڑ روپے خرچ ہوئے اور اس میں ایک ایسی جدید تکنیک استعمال کی گئی جسے 'بیس آئسولیشن' کہا جاتا ہے۔ یہ تکنیک عمارتوں کو زلزلے کے جھٹکوں کا مقابلہ کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس اسپتال کا افتتاح 14 جنوری 2004 کو کیا گیا، جس کے ساتھ صحت کے شعبے کی بازآبادکاری کا ایک اہم مرحلہ مکمل ہوا۔ اس کے علاوہ چھ کمیونٹی صحت مراکز، 24 بنیادی صحت کے مراکز، 184 ذیلی مراکز اور 183 آنگن واڑی مراکز بھی تعمیر کیے گئے۔

قصبوں کی از سرِ نو تعمیر

جھج، انجار، بھچاؤ اور راپار کے لیے شہری ترقیاتی ادارے قائم کیے گئے، جن کا مقصد شہر کی منصوبہ بندی اور نئے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر تھا۔ ان اداروں نے منصوبے تیار کرنے کے لیے مشاورتی اداروں کی خدمات حاصل کیں، عمارتوں کی تعمیر کے اجازت نامے جاری کیے اور لوگوں کی نقل مکانی کے لیے نئی جگہیں تیار کیں۔

چار میں سے تین شہروں کے لیے شہر کی منصوبہ بندی کے منصوبے تیار کیے گئے، جن کے تحت ہزاروں قطعہ اراضی کا سروے کرنے اور ان سے متعلق تنازعات کو حل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ شہری بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے کاموں میں تقریباً 403 کلو میٹر سڑکوں، 546 کلو میٹر طویل پانی کی پائپ لائن اور 504 کلو میٹر طویل آبی اخراج کے نظام کی تعمیر شامل تھی۔

یہ کام ترقیاتی منصوبوں کی تیاری، شہر کے منصوبہ بندی اور ٹھیکے داروں کے انتخاب کا عمل مکمل ہونے کے بعد ہی شروع کیے جا سکتے تھے۔ ان کاموں میں 134 بلدیاتی عمارتوں کی تعمیر بھی شامل تھی، جن میں سے تقریباً 40 فیصد کی تعمیر جنوری 2004 تک مکمل ہو چکی تھی۔

ذرائع معاش اور صنعت

حکومتِ ہند اور حکومتِ گجرات نے کچھ علاقے میں نئی صنعتی اکائیوں کے قیام کے لیے ٹیکس میں مراعات کا اعلان کیا۔ ان مراعات میں ایکسائز ڈیوٹی، سیلز ٹیکس اور آکٹرائی (چنگی) سے چھوٹ شامل تھی۔ یہ تمام مصنوعات پر عائد کیے جانے والے ٹیکس ہیں۔ **مارچ 2004 تک کچھ علاقے میں 151 نئے صنعتی منصوبے قائم کرنے کی تجویز پیش کی جا چکی تھی، جن میں تقریباً 4,785 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی تجویز کی تھی۔**

دیرپا وراثت: آفات سے نمٹنے کی خاطر اداروں کا قیام

بازآبادکاری کے عمل کے نتیجے میں کئی دیرپا اصلاحات بھی عمل میں آئیں۔ گجرات نے ستمبر 2002 میں اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ پالیسی اختیار کی۔ اس کے بعد 2003 میں **گجرات اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایکٹ** نافذ کیا گیا، جس سے آفات سے نمٹنے کے کاموں کو مضبوط قانونی بنیاد فراہم ہوئی۔

گجرات انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزاسٹر مینجمنٹ قائم کیا گیا اور سرکاری افسران کے ساتھ مقامی برادریوں کے افراد کو بھی تربیت دی گئی۔ ریاست کے 484 گاؤں میں بستی کی سطح پر آفات سے نمٹنے کے لیے تیاری کرنے والی ٹیمیں تشکیل دی گئیں، جنہیں **آفات سجّتا سینا** کے نام سے موسوم کیا گیا۔

سال 2002 میں ریاستی حکومت نے گرام سبھا کو فعال بنانے کے اقدامات کیے اور آفات سے نمٹنے کی تیاری کو ان کے مستقل ایجنڈے میں شامل کیا۔ اس سلسلے میں کیے جانے والے کاموں کے اعتراف میں **2003 میں اقوام متحدہ کی طرف سے ساساکاوا ایوارڈ برائے تخفیفِ آفات** سے نوازا گیا۔

سال 2004 میں نظم ونسق کے اختراعی اقدامات کے اعتراف میں **کامن ویلتھ ایسوسی ایشن فار پبلک ایڈمنسٹریشن اینڈ مینجمنٹ کا گولڈ ایوارڈ** پیش کیا گیا۔

ان تمام پیش رفتوں کے نتیجے میں آفات سے نمٹنے کے قانون 2005 کی راہ ہموار ہوئی، جس کا اطلاق پورے ملک میں ہوا۔

کچھ علاقہ کے بحران میں قیادت کے 6 اہم اسباق

فوری اقدام کریں اور ساتھ ہی انتظامات بھی کرتے جائیں۔ ابتدائی چند گھنٹوں میں ہی راحت رسانی اور امدادی کارروائیاں شروع کر دی گئی تھیں، حالانکہ پہلے ہی گھنٹے میں لینڈ لائن اور موبائل فون کے رابطے منقطع ہو چکے تھے۔ جھج میں ذمہ داریوں کی واضح تقسیم اور اسی روز نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہونے سے امدادی کارروائیاں مسلسل جاری رہیں۔

مشن کی تکمیل کے لیے ادارہ قائم کریں۔ دو ہفتوں کے اندر گجرات اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (جی ایس ڈی ایم اے) قائم کر دی گئی، جس کی مجلسِ انتظامی کے سربراہ وزیر اعلیٰ تھے اور اس کے فرائض بھی واضح طور پر متعین کیے گئے۔ اس ادارے کے قیام کے لیے اڈیشہ کے نمونے سے استفادہ کیا گیا اور بعد ازاں 2003 کے قانون کے ذریعے اسے مضبوط قانونی بنیاد فراہم کی گئی۔

عوام کو ہر کام کا محور بنائیں۔ حکومت کی جانب سے مالی امداد، تکنیکی رہنمائی اور محفوظ تعمیراتی نقشے فراہم کیے جانے کے ساتھ خاندانوں نے اپنے مکانات خود سے دوبارہ تعمیر کیے۔ شدید طور پر متاثرہ بستیوں کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے فیصلے میں گاؤں کی کمیٹیوں اور گرام سبھا کو بھی اپنی رائے دینے کا موقع دیا گیا۔

نظام میں انصاف اور شفافیت کو یقینی بنائیں۔ آزادانہ سروے، دوبارہ سروے کی درخواستوں اور ہر ضلع میں محتسب اعلیٰ کی تقرری کے ذریعے متاثرہ خاندانوں کو اپنی بات رکھنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ مرحلہ وار ادائیگیوں اور تقریباً 2.6 لاکھ مکانات کے آزادانہ معائنے سے تعمیراتی کام کے معیار کو برقرار رکھنے میں مدد ملی۔

ایمانداری سے جائزہ لیں اور خامیوں کا ازالہ کریں۔ اکتوبر 2001 کے جائزے میں مسائل کی کھل کر نشاندہی کی گئی، جن میں اب تک خیموں میں مقیم خاندانوں سے لے کر قصبوں کی تعمیرِ نو میں سست رفتاری تک کے مسائل شامل تھے۔ اس کے بعد اعلیٰ عہدوں پر فائز سکریٹریوں کی نگرانی، ہفتہ وار جائزوں اور کام مکمل کرنے کی واضح مدت مقرر کرنے سے تعمیرِ نو کے کاموں میں تیزی لانے میں مدد ملی۔

صرف عمارتوں کی بجائے صلاحیت سازی کی روایت چھوڑیں۔ گجرات میں ایک پالیسی، ایک قانون، تربیت کا ایک ادارہ اور 484 بستیوں میں آفات سے نمٹنے کی تیاری کرنے والی ٹیمیں قائم کی گئیں۔ ان ادارہ جاتی اقدامات کو **2003 میں ساساکاوا ایوارڈ اور 2004 میں گولڈ ایوارڈ** سے نوازا گیا۔

پی ڈی ایف دیکھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔